باب 12

عہدِ عثمان غنیؓ

سوال: حضرت عثمان غنیؓ کے حالات زندگی مختصر طور پر بیان کیجئے۔

جواب

حالاتِ زندگی

تعارف:

حضرت عثمان غنیؓ قریش کے قبیلہ بنوامیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ والد کا نام عفان بن ابوالعاص اور والدہ کا نام اروٰی بنت کریز تھا۔ عبدمناف پر آپؓ کا شجرۂ نسب حضور اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ آپؓ کی نانی ام حکیم البیضاء حضور اکرم ﷺ کی سگی پھوپھی تھیں، گویا آپؓ حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے ہونے کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کے بھانجے تھے۔ علاوہ ازیں آپؓ حضور اکرم ﷺ کے دوہرے داماد بھی تھے۔ اسی وجہ سے آپؓ کا لقب ذوالنورین تھا۔

خاندان:

آپؓ کے پردادا امیہ بن عبدشمس کی وجہ سے آپؓ کا خاندان بنوامیہ کے نام سے معروف تھا۔ قریش کا قومی علم ''عقاب'' اسی خاندان کے پاس تھا۔ قریش کی سپہ سالاری کا منصب بھی آپؓ ہی کے خاندان کے پاس تھا۔

پیدائش:

حضرت عثمان غنیؓ کی پیدائش واقعۂ فیل کے چھ سال بعد ہوئی۔

حالات قبل از اسلام:

حضرت عثمان غنیؓ مکہ کے امیر ترین افراد میں سے ایک تھے۔ آپؓ کا ذریعۂ معاش تجارت تھا اور آپؓ نے اس میں خوب ترقی کی۔

قبولِ اسلام:

ایک روز حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؓ کو اسلام کی دعوت پیش کی، آپؓ فوراً قبول اسلام کے لئے تیار ہو گئے۔ اب یہ دونوں اصحاب حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے جانے لگے لیکن اتفاقاً اسی وقت حضور اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور حضرت عثمان غنیؓ سے کہا کہ:

> ''اے عثمان! اللہ جنت کی دعوت دیتا ہے، اس کو قبول کرو۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔''

آپؓ نے اسی وقت کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ السابقون الاولون میں سے تھے۔

دامادیٔ رسول ﷺ:

حضرت عثمان غنیؓ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کو آپؓ کی زوجیت میں دیا اور پھر حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کو بھی آپؓ کے نکاح میں دے دیا۔ پوری تاریخ انسانیت میں یہ اعزاز صرف حضرت عثمانؓ کو حاصل ہے کہ آپؓ کے نکاح میں ایک نبی کی دو بیٹیاں آئیں۔

تین ہجرتیں:

حضرت عثمان غنیؓ کو یہ بھی شرف حاصل ہوا کہ آپؓ نے حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں بھی شرکت کی اور پھر حبشہ سے مدینہ کی طرف بھی ہجرت کی۔ تینوں ہجرتوں میں آپؓ کے ہمراہ حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ تھیں۔

بئر رومہ کی خرید:

مدینہ کا پانی کھارا تھا اور میٹھے پانی کا صرف ایک ہی کنواں بئر رومہ تھا' جو ایک یہودی کی ملکیت میں تھا اور وہ اس کا پانی مہنگے داموں فروخت کرتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے کنواں خرید کر وقف کرنے والے کے لئے جنت کی بشارت دی۔ حضرت عثمانؓ نے فوراً وہ کنواں یہودی سے خرید کر وقف کر دیا۔

مسجد نبوی ﷺ کی توسیع:

ہجرت کے بعد جب نمازیوں کی کثرت کے باعث مسجد نبوی ﷺ تنگ ہوگئی تو حضور اکرم ﷺ نے مسجد سے ملحقہ ایک زمین خرید کر مسجد کے لیے وقف کرنے والے کے لئے جنت کی بشارت دی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے ہی وہ زمین خرید کر مسجد نبوی ﷺ کے لئے وقف کی۔

غزوات:

حضرت عثمان غنیؓ نے غزوۂ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت کی' البتہ غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ آپؓ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر کر گئے تھے۔ غزوۂ بدر میں خود حضور اکرم ﷺ کے حکم کی وجہ سے شرکت نہ کی تھی' کیونکہ آپؓ کی اہلیہ حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ بیمار تھیں اور حضور اکرم ﷺ نے آپؓ کو ان کی تیمارداری کے لئے مدینہ میں رہنے کے لئے کہا تھا' اسی وجہ سے غزوۂ بدر میں آپؓ کو شریک سمجھا جاتا ہے۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر آپؓ ایک اہم افسر کی حیثیت سے مرکزی کیمپ پر متعین تھے۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر آپؓ نے ایک تہائی لشکر یعنی دس ہزار افراد کے جملہ اخراجات کا ذمہ لیا اور اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ' ستر گھوڑے اور ایک ہزار دینار حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کئے۔

بیعت الرضوان:

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان غنیؓ حضور اکرم ﷺ کے سفیر کی حیثیت سے قریش کی طرف گئے تھے اور پھر قریش نے آپؓ کو گرفتار کر لیا۔ اسلامی لشکر میں آپؓ کی شہادت کی افواہ پھیل گئی تو حضور اکرم ﷺ نے آپؓ کے قصاص کے لئے صحابہ کرامؓ سے بیعت لی' جس میں آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا۔

عہد صدیق اکبرؓ:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں حضرت عثمانؓ کی حیثیت ایک مشیر کی رہی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب وفات کے قریب حضرت عمر فاروقؓ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کرنا چاہا تو بہت سے صحابہ کرامؓ نے اعتراض کیا کہ فاروق اعظمؓ سخت مزاج ہیں لیکن حضرت عثمانؓ نے اس سلسلہ میں مکمل طور پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تائید وحمایت کی' اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کی بحیثیت خلیفہ

www.downloadclassnotes.com

نامزدگی میں بھی آپؓ کا اہم کردار تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی وصیت بھی حضرت عثمانؓ کے ہاتھوں ہی لکھوائی۔ عہد صدیقیؓ میں خبر نویسی کا کام بھی آپؓ ہی کے ذمہ ہوتا تھا۔

عہد فاروق اعظمؓ:

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں بھی آپؓ ان کے مشیر کی حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جب چند صحابہ کرامؓ کا مفتی کی حیثیت سے تقرر کیا تو ان میں سے ایک حضرت عثمان غنیؓ بھی تھے۔

خلافت:

حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد 3 محرم 24ھ کو حضرت عثمان غنیؓ کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔

نوٹ: آپؓ کی خلافت اور اس کے بعد کے حالات قدرے تفصیل کے ساتھ اسی باب کے اگلے سوالات میں ذکر کئے جا رہے ہیں اس لئے ہم نے ان حالات کا یہاں ذکر نہیں کیا۔ امید ہے کہ طلبہ اگلے سوالات کی مدد سے بقیہ حالات کو آسانی سمجھ کر یہ سوال مکمل کر لیں گے۔

سوال: حضرت عثمان غنیؓ کے انتخاب خلافت پر مختصر نوٹ لکھیے۔

جواب

انتخاب خلافت

حضرت عمر فاروقؓ نے وفات سے قبل چھ افراد حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور حضرت سعدؓ بن ابو وقاص پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے دی تھی کہ میرے بعد تم آپس میں سے خلیفہ کا انتخاب کر لینا۔ حضرت طلحہؓ کو بھی آپؓ نے کمیٹی کا رکن نامزد کیا تھا لیکن وہ اس وقت مدینہ میں موجود نہ تھے اور حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا تھا کہ اگر وہ نہ آئیں تو میرے بیٹے عبداللہؓ کو مشورہ میں شریک کر لینا لیکن صرف مشورہ کی حد تک' خلیفہ انہیں نہیں بنانا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کی وفات کے بعد اس کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ حضرت طلحہؓ ابھی تک نہیں آئے تھے لہٰذا حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کو شریک مشورہ کیا گیا۔ کمیٹی نے باہمی مشورہ کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف پر فیصلہ چھوڑ دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے یکم محرم سے 3 محرم 24ھ تک دن رات صحابہ کرامؓ سے مشورہ کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کو خلیفہ بنانے کا فیصلہ کیا' چنانچہ 3 محرم 24ھ کو حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہو گئی۔ علامہ ابن کثیرؒ کے بیان کے مطابق سب سے پہلے بیعت کرنے والے حضرت علی المرتضیٰؓ تھے۔

سوال: عہد عثمان غنیؓ کی فتوحات بیان کیجئے۔

جواب

فتوحات

حضرت عثمان غنیؓ کی فتوحات کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: بغاوتوں کا خاتمہ اور نئے علاقوں کی فتوحات۔

بغاوتوں کا خاتمہ:

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں فتح ہو جانے والے چند علاقے آپؓ کی شہادت کے بعد باغی ہو گئے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے ان علاقوں کی طرف توجہ دی۔ ذیل میں آپؓ کی ان علاقوں کی طرف بھیجی گئی مہمات اور آپؓ کے دور کی ان علاقوں کی فتوحات کا ذکر کیا جا رہا ہے:

فتح آذربائیجان: حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد آذربائیجان کے لوگوں نے بغاوت کر دی۔ حضرت عثمانؓ نے کوفہ کے گورنر حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو ان کی گوشمالی کا حکم دیا۔ حضرت ولیدؓ بن عقبہ نے آذربائیجان پر حملہ کر کے اسے دوبارہ فتح کیا اور حضرت اشعثؓ بن قیس کو

یہاں کا حاکم بنا کر خود دوبارہ کوفہ چلے گئے۔ کچھ دنوں بعد اہلِ آذربائیجان نے دوبارہ بغاوت کر دی۔ اشعثؓ نے ولیدؓ بن عقبہ کو کمک بھیجنے کا لکھا۔ ولیدؓ نے ایک بڑا لشکر بھیجا جس کی مدد سے اشعثؓ نے پھر باغیوں کی سرکوبی کی۔

فتح رے: حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد اہل رے نے بھی بغاوت کر دی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے ان کی طرف حضرت قرظہؓ بن کعب انصاری کو بھیجا' جنہوں نے اہل رے کی بغاوت کا ہمیشہ کے لئے سد باب کر دیا۔

فتح اسکندریہ: حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنیؓ نے اسکندریہ سے حضرت عمروؓ بن العاص کو ہٹا کر ان کی جگہ حضرت عبداللہؓ بن سعد بن ابوسرح کو وہاں کا گورنر بنایا۔ اہلِ اسکندریہ نے ان کے آنے کے بعد خفیہ طور پر ہرقل سے مراسلت کا آغاز کر دیا۔ ہرقل نے منویل نامی رومی کمانڈر کی قیادت میں تین سو بحری جہازوں پر فوج بھیجی' جس نے اسکندریہ میں موجود نہایت قلیل تعداد میں اسلامی فوج پر حملہ کر دیا اور اسکندریہ پر دوبارہ قبضہ جمالیا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص کو ان کی سرکوبی کا لکھا۔ حضرت عمروؓ بن العاص رومیوں کے مقابلہ کے لئے 15 ہزار کے لشکر کے ساتھ اسکندریہ پہنچے۔ رومی قلعہ بند ہو گئے لیکن اسلامی فوج نے منجنیق کی مدد سے گولہ باری کر کے قلعہ کی فصیل کو کئی جگہ سے توڑ پھوڑ دیا اور اندر داخل ہونے میں کامیابی حاصل کر لی۔ سخت لڑائی کے بعد رومیوں کو شکست ہوئی۔ منویل مارا گیا۔

فتح اصطخر: حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عبیداللہؓ بن معمر کو فارس کا گورنر بنایا۔ فارسیوں نے بغاوت کر کے انہیں شہید کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے حاکم بصرہ حضرت عبداللہؓ بن عامر کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ اصطخر کے مقام پر حضرت عبداللہؓ بن عامر کا فارسیوں سے مقابلہ ہوا اور فارسیوں کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد عبداللہؓ بن عامر قریب کے دوسرے چھوٹے موٹے علاقوں کی طرف متوجہ ہو گئے لیکن اس دوران اہل اصطخر نے ایک دفعہ پھر بغاوت کر دی۔ عبداللہؓ بن عامر دوبارہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور محاصرہ کے بعد فتح حاصل کر لی۔

فتح خراسان وطبرستان: ان علاقوں میں بھی حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد بغاوت ہو چکی تھی۔ حضرت عبداللہؓ بن عامر اور حضرت سعیدؓ بن العاص نے دو مختلف راستوں سے ان علاقوں کا رُخ کیا' لیکن حضرت عبداللہؓ بن عامر کے پہنچنے سے قبل ہی حضرت سعیدؓ بن العاص ان علاقوں کو دوبارہ فتح کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔

فتح کرمان: اہلِ کرمان نے بھی حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد بغاوت کر دی تھی۔ حضرت عبداللہؓ بن عامر نے مجاشع بن مسعود السلمی کو کرمان کی طرف بھیجا۔ متفرق مقابلوں کے بعد یہ دوبارہ کرمان کا سارا علاقہ فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

فتح سیستان (سجستان): سیستان کے لوگوں نے بھی حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد بغاوت کی۔ حضرت عبداللہؓ بن عامر نے حضرت ربیع بن زیاد الحارثیؓ کو ان کی طرف بھیجا۔ متفرق مقابلوں کے بعد حضرت ربیع بن زیادؓ نے سیستان کا سارا علاقہ دوبارہ فتح کر لیا۔

نئے علاقوں کی فتوحات: حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں اسلامی فتوحات ایشیاء کے علاوہ یورپ اور افریقہ تک بھی پھیل گئیں۔ ذیل میں آپؓ کی مختلف علاقوں کی طرف بھیجی گئی مہمات اور آپؓ کے دور کی ان علاقوں کی فتوحات کا ذکر کیا جا رہا ہے:

فتح افریقہ: افریقہ پر جرجیر نامی بادشاہ تھا جو کہ قیصرِ روم ہرقل ہی کے زیر تحت تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے 27ھ میں حضرت عبداللہؓ بن سعد بن ابوسرح کو افریقہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ سبیطلہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر جرجیر سے مقابلہ ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے عبداللہؓ بن سعد کی مدد کے لئے ایک اور لشکر بھی روانہ کیا' جس میں حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ، حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص، حضرت عبداللہؓ بن عباس اور حضرت حسنؓ بھی شامل تھے۔ پھر ایک تیسرا لشکر حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کی قیادت میں بھی بھیجا گیا۔ عبداللہ نام کے اس قدر صحابہ کرامؓ کے اس جنگ میں شریک ہونے کی وجہ سے اسے ''حرب العبادلہ'' کہا جاتا ہے۔ عبداللہؓ بن سعد اور جرجیر کی فوجوں کے درمیان چالیس روز تک جنگ جاری رہی۔ حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کے پہنچنے کے بعد آپؓ کی تدابیر سے جرجیر کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جرجیر خود بھی حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ جرجیر کی فوج باختلاف روایات ایک لاکھ بیس ہزار یا دو لاکھ بربروں اور رومیوں پر مشتمل تھی جبکہ اسلامی لشکر کی

مجموعی تعداد صرف بیس ہزار تھی۔

حرب العبادلہ سے فارغ ہو کر اسلامی لشکر نے خاص سبیطلہ کا محاصرہ کر لیا۔ چند روز کے محاصرہ کے بعد اہلِ سبیطلہ نے ہتھیار ڈال دیئے۔ پھر قفصہ بھی چند روز کے محاصرے کے بعد فتح ہو گیا اور اس کے بعد افریقیوں نے جزیہ پر صلح کر لی۔

فتح اندلس (ہسپانیہ یا اسپین): اندلس یورپ میں واقع ہے۔ 27ھ میں ہی حضرت عثمان غنیؓ کے حکم سے حضرت عبداللہؓ بن سعد نے عبداللہ بن نافع بن حصین فہری اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس فہری کو اندلس کی طرف بھیجا۔ یہ سمندر کے راستے اندلس پہنچے اور ایک ساحلی علاقے کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس طرح اسلامی فتوحات کا سلسلہ یورپ تک دراز ہو گیا۔

فتح قبرص: شام کے گورنر حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عمر فاروقؓ سے بھی جزیرۂ قبرص پر بحری حملہ کی اجازت چاہی تھی لیکن انہوں نے اجازت نہ دی تھی اب انہوں نے حضرت عثمان غنیؓ سے اجازت حاصل کر لی اور 28ھ میں حضرت امیر معاویہؓ کا لشکر حضرت عبداللہؓ بن قیس کی قیادت میں قبرص کی طرف بڑھا۔ دوسری طرف حضرت عثمانؓ کے حکم سے حضرت عبداللہؓ بن سعد بھی ان کی مدد کے لئے پہنچ گئے۔ اہلِ قبرص نے مرعوب ہو کر جزیہ قبول کر لیا۔

فتح نیشاپور، مرو اور ہرات: حضرت عبداللہؓ بن عامر نے نیشاپور کی طرف توجہ کی اور آپؓ اور آپؓ کے کمانڈرز نے متفرق مقابلوں کے بعد نیشاپور کا سارا علاقہ فتح کر لیا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہؓ بن عامر نے مرو اور ہرات کے علاقے بھی فتح کر لئے۔

فتح طخارستان، طالقان، جوزجان اور فاریاب: 32ھ میں حضرت عبداللہؓ بن عامر نے حضرت احنفؓ بن قیس کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا، جس نے طخارستان، طالقان، جوزجان اور فاریاب کے علاقے فتح کئے۔

فتح کابل و زابلستان: حضرت عبداللہؓ بن عامر نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن سمرہ کو سیستان کا والی مقرر کیا تھا۔ انہوں نے سیستان کے حالات پر کنٹرول کے بعد کابل اور پھر زابلستان کا رُخ کیا اور انہیں فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

فتح آرمینیہ: آرمینیہ کی فتوحات کا آغاز عہدِ فاروق اعظمؓ میں ہو چکا تھا لیکن آپؓ کے دور میں یہ علاقہ مکمل طور پر فتح نہیں ہو سکا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے حکم سے حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت حبیبؓ بن مسلمہ فہری کو آرمینیہ کی طرف بھیجا۔ دوسری طرف حضرت عثمان غنیؓ کے حکم سے حضرت سعیدؓ بن العاص نے حضرت سلمانؓ بن ربیعہ الباہلی المعروف سلمان الخیل کو بھی حضرت حبیبؓ کی مدد کے لئے بھیجا، لیکن حضرت سلمان الخیلؓ کے پہنچنے سے قبل ہی حضرت حبیب آرمینیہ فتح کر چکے تھے۔ آرمینیہ کا مشرقی صوبہ اران البتہ حضرت سلمان الخیلؓ نے فتح کیا۔

فتح دیبل و جرزان: آرمینیہ کے بعد حضرت حبیبؓ بن مسلمہ دیبل اور جرزان کی طرف بڑھے۔ اہل دیبل اور اہل جرزان نے بغیر مقابلہ کے صلح قبول کر لی۔

قیصرِ روم کا خاتمہ: ہرقل کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا قسطنطین قیصرِ روم بنا۔ اسے ہر مقام سے رومیوں کی شکستوں کا سخت غصہ تھا۔ 31ھ میں یہ جوشِ انتقام میں ایک لشکر جرار لے کر پانچ یا چھ سو جنگی بحری جہازوں کے ساتھ اسکندریہ پر چڑھ دوڑا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو اس کے مقابلہ میں جانے کا کہا اور حضرت عبداللہؓ بن سعد کو بھی حضرت امیر معاویہؓ کی مدد کے لئے جانے کا کہا۔ یہ دونوں اسکندریہ پہنچے۔ حضرت امیر معاویہؓ کی تجویز پر انہوں نے سمندر میں ہی مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ سمندر میں ہی دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ دونوں فوجوں کے جہازوں کو ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیا گیا تاکہ لہروں کی وجہ سے فوجیں ایک دوسرے سے دور نہ ہٹ جائیں۔ سارا دن گھمسان کا رن پڑا۔ سمندر کا پانی سرخ ہو گیا۔ رات کو قسطنطین اپنے بحری بیڑے کے ہمراہ سسلی (صقلیہ) کی طرف بھاگ گیا۔ قسطنطین خود بھی سخت زخمی ہوا تھا۔ اہل سسلی قیصر کے باجگزار تھے اور اس سے سخت دہشت زدہ تھے۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ شرمناک شکست کھا کر بھاگا ہے تو انہوں نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔ اس طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قیصرِ روم کا خاتمہ ہو گیا اور پھر کوئی قیصر

نہ آیا۔

کسریٰ کا خاتمہ: عہد فاروق اعظمؓ میں کسریٰ فارس "یزدجرد" بھاگ کر خاقان کی مملکت میں چلا گیا تھا' لیکن یہ ابھی تک اپنے دوبارہ اقتدار کے خواب دیکھ رہا تھا اور اس کے لئے اہل خراسان سے خط و کتابت کے ذریعے رابطہ بھی رکھے ہوئے تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد ہونے والی بغاوتوں میں بھی اس کا ہاتھ تھا۔ اب اسے ایک دفعہ پھر خود اہلِ اسلام کے مقابلہ کا شوق ہوا۔ 29ھ میں یہ دوبارہ اصطخر آیا۔ حضرت عبداللہؓ بن عامر کے حکم سے حضرت مجاشع بن مسعودؓ نے اس کا تعاقب کیا۔ یہ مختلف علاقوں سے بھاگتا ہوا مرو پہنچا۔ 31ھ میں مرو میں اس کے اپنے ہی باجگزار ترک امیر نیزک خان سے اس کا اختلاف ہوا اور نیزک خان نے اس پر چڑھائی کر دی۔ یہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا لیکن اس کے اہل و عیال مارے گئے۔ یہ کسمپرسی کے عالم میں ایک چکی والے کے ہاں پناہ گزیں ہوا' لیکن اس چکی والے نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس طرح کسریٰ فارس کا بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا اور پھر کوئی کسریٰ نہ آیا۔

قیصر و کسریٰ کے خاتمہ پر حضور اکرم ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہو گئی کہ:

"جب قیصر ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں اور جب کسریٰ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں۔ اور اس ذات کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان کے خزانے ضرور اللہ کی راہ میں خرچ کئے جائیں گے۔"

سوال: عہد عثمان غنیؓ میں جمع و تدوین قرآن حکیم پر نوٹ لکھئے۔

جواب

جمع و تدوین قرآن حکیم

حضرت عثمان غنیؓ نے امت مسلمہ کو قرآن حکیم کی ایک قرأت پر جمع کیا۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

مختلف قرأتیں:

حضور اکرم ﷺ کے دور میں سہولت کے لئے عرب کے تمام قبائل کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنے اپنے لہجہ میں قرآن حکیم پڑھ سکتے ہیں اور اپنے اپنے رسم الخط میں لکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ عرب میں مختلف قرأتیں رائج تھیں' لیکن اس اختلاف کا معانی و مفاہیم پر اثر نہیں پڑتا تھا۔

حضرت حذیفہؓ کی تجویز:

عرب لوگ قرأتوں کے اختلاف کی حقیقت جانتے تھے لیکن جب اسلام عرب سے نکل کر عجم میں پھیلا تو عجمیوں کو اس کا شعور نہیں تھا۔ چنانچہ ان کے آپس میں اختلافات ہونے لگے۔ حضرت حذیفہؓ بن یمان نے آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتوحات میں حصہ لیا تھا اور ان علاقوں میں قرأت کے اختلاف کو دیکھ کر انہوں نے ضرورت محسوس کی کہ امت کو ایک قرأت پر جمع کرنا ضروری ہے ورنہ یہ اختلاف شدید نوعیت اختیار کر جائے گا اور ہر کوئی اپنی اپنی قرأت کو درست اور باقی کو غلط کہنے لگے گا' چنانچہ انہوں نے حضرت عثمان غنیؓ کے سامنے اپنی تجویز پیش کی۔

مشاورت:

حضرت عثمان غنیؓ کو ان کی تجویز پسند آئی کہ امت کو ایک قرأت پر جمع کیا جانا چاہئے۔ انہوں نے یہ مسئلہ کبار صحابہؓ کی مجلس مشاورت میں پیش کیا اور سب نے اس پر اتفاق کیا۔

کمیٹی کی تشکیل:

کبار صحابہ کرامؓ کی مجلس مشاورت کے فیصلے کے مطابق حضرت زیدؓ بن ثابت' حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ، حضرت سعیدؓ بن العاص اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن حارث پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی گئی اور ان کے ذمہ لگا دیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تیار کردہ مصحف کی نقلیں تیار

کریں اور ملک کے ہر حصہ میں اس کی کاپی بھیج دی جائے۔

نقول کی تیاری:

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو "مصحف" مرتب کروایا تھا وہ حضرت حفصہؓ کے پاس تھا۔ حضرت حفصہؓ سے وہ نسخہ منگوایا گیا اور اس کے مطابق نقلیں تیار کر کے ملک کے گوشے گوشے میں بھیج دی گئیں اور حکم جاری کر دیا گیا کہ اگر کسی کے پاس اس کے خلاف کوئی نسخہ ہے تو اس کے الفاظ پانی سے مٹا کر اسے جلا دیا جائے۔ اس طرح حضرت عثمان غنیؓ نے امت کو قریشی لہجہ میں تلاوت قرآن حکیم پر جمع کیا اور اسی مناسبت سے آپؓ کو جامع القرآن کہا جاتا ہے۔

سوال: حضرت عثمان غنیؓ کی اسلامی خدمات اور کارہائے نمایاں کو بیان کیجئے۔

جواب

اسلامی خدمات اور کارہائے نمایاں

حضرت عثمان غنیؓ کی اسلامی خدمات اور آپؓ کے کارہائے نمایاں کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: خدمات قبل از خلافت اور خدمات بعد از خلافت۔

خدمات قبل از خلافت:

نوٹ: سوال کے اس حصہ کے لیے "حالاتِ زندگی" کے سوال سے مندرجہ ذیل ہیڈنگز دے کر آسانی سے یہ حصہ تیار کیا جا سکتا ہے:

1- السابقون الاولون میں شمار
2- تین دفعہ ہجرت کا اعزاز
3- بئر رومہ کی خرید
4- مسجد نبوی ﷺ کی توسیع۔
5- غزوات میں کردار
6- عہد صدیق اکبرؓ میں حیثیت۔
7- عہد فاروق اعظمؓ میں حیثیت۔

امید ہے کہ طلبہ اسی سوال کی مدد سے یہ حصہ تیار کرنے میں دقت محسوس نہیں کریں گے۔

خدمات بعد از خلافت:

1- مسجد حرام میں وسعت: 26ھ میں حضرت عثمان غنیؓ نے مسجد حرام میں وسعت کے لئے اردگرد کے مکانات خرید کر انہیں مسجد میں شامل کیا۔

2- مسجد نبوی ﷺ میں وسعت: عہد فاروق اعظمؓ سے ہی حضرت عثمان غنیؓ کے دل میں مسجد نبوی کو پختہ بنانے کی خواہش موجود تھی۔ ربیع الاوّل 29ھ میں آپؓ نے مسجد کو منہدم کروا کر دوبارہ تعمیر کا آغاز کروایا۔ اردگرد کے مکانات بھی خرید کر مسجد میں شامل کئے گئے اور مسجد کی حدود کو وسیع کیا گیا۔ محرم 30ھ میں مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کا یہ کام مکمل ہوا۔

3- جنت البقیع میں توسیع: جنت البقیع میں بھی اب توسیع کی ضرورت تھی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے جنت البقیع کے قریب حش کوکب نامی ایک باغ کو خرید کر اسے جنت البقیع میں شامل کیا۔

4- معاشی خوشحالی: حضرت عثمان غنیؓ کے اقدامات اور آپؓ کی اصلاحات سے اسلامی مملکت میں معاشی خوشحالی پیدا ہوئی۔

5- رفاہِ عامہ کے امور: حضرت عثمان غنیؓ نے رفاہِ عامہ کے امور کی طرف بھی توجہ دی۔ اس سلسلہ میں کنویں کھدوائے، سرائے بنوائیں، چوکیاں بنوائیں، مدینہ کے قریب ایک نہر کھدوائی، بند تعمیر کروائے جن میں سے "سدِ مہزور" اہم ہے جو کہ مدینہ کو سیلاب سے بچانے کے لئے

بنوایا گیا۔

6- بحری بیڑہ: حضرت عثمان غنیؓ کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپؓ نے بحری بیڑہ بنوا کر سمندری فتوحات کا بھی آغاز کیا۔

نوٹ: سوال کے اس حصہ کے لیے "فتوحات" اور "جمع وتدوین قرآن حکیم" کے سوالات میں سے مندرجہ ذیل ہیڈنگز دے کر اس حصہ کو مزید پھیلایا جا سکتا ہے:

7- بغاوتوں کا خاتمہ
8- نئے علاقوں کی فتوحات
9- جمع وتدوین قرآن حکیم

البتہ ان سوالات میں ان سب کی تفصیل ہے اور یہاں نہایت اختصار کے ساتھ صرف اشارہ کر دینا ہی کافی ہوگا۔ امید ہے کہ طلبہ انہی سوالات کی مدد سے یہ حصہ مکمل کرنے میں دقت محسوس نہیں کریں گے۔

سوال: حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں اٹھنے والے فتنہ کا جائزہ لیتے ہوئے آپؓ کی شہادت کو تفصیلاً بیان کیجئے۔

جواب

فتنہ اور شہادت

حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں مملکت اسلامیہ کے مختلف علاقوں میں فتنہ اور بغاوت کی لہریں اُٹھیں اور آخر کار باغیوں نے حضرت عثمان غنیؓ کو نہایت مظلومیت کے ساتھ شہید کر دیا۔ ذیل میں ہم اس فتنہ کے اسباب اور مفسدین کی کارروائیوں کا جائزہ لیتے ہوئے حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کو بیان کر رہے ہیں:

فتنہ کے اسباب:

1- صحابہ کرامؓ کی وہ نسل کہ جو براہ راست حضور اکرم ﷺ سے فیض یاب تھی تقریباً ختم ہو چکی تھی اور ان میں سے جو موجود بھی تھے وہ بھی کبر سنی کی وجہ سے گوشہ نشین ہو رہے تھے۔

2- بہت سے نئے علاقے اسلامی مملکت میں شامل ہو چکے تھے اور ان نئے علاقوں میں مسلمانوں ہونے والے افراد ابھی پوری طرح سے اسلام کی حقیقی روح تک نہیں پہنچے تھے۔

3- بہت سے عجمی علاقوں کے لوگ عربوں کی فتوحات کو دل سے تسلیم نہیں کر رہے تھے اور ان میں اپنے علاقوں پر عربوں کے قبضہ کی وجہ سے انتقامی جذبات پروان چڑھ رہے تھے۔

4- حضرت عثمان غنیؓ فطرتاً نرم دل تھے اور مفسدین نے آپؓ کی نرم دلی سے بھی فائدہ اٹھایا۔

5- یہود کو اہلِ اسلام پر سخت غصہ تھا اور وہ طرح طرح کی سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔

6- عبداللہ بن سبا نامی ایک یہودی بظاہر مسلمان ہو چکا تھا لیکن در پردہ وہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف تھا۔

7- دورِ نبوی ﷺ سے ہی اہم عہدوں پر قریش فائز ہوتے آ رہے تھے۔ بعض مفتوحہ علاقوں کے نومسلموں اور بعض غیر قریش عربوں کو بھی اس پر غصہ اور حسد تھا۔

8- حضرت ابوذر غفاریؓ شام میں اپنے نظریۂ معیشت کا نہایت سختی سے پرچار کر رہے تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے انہیں مدینہ بلوا لیا لیکن کچھ عرصہ مدینہ رہنے کے بعد یہ حضرت عثمانؓ سے اجازت لے کر ربذہ میں جا کر مقیم ہو گئے۔ مفسدین نے اس واقعہ کو اس رنگ میں مشہور کرنا شروع کر دیا تھا کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو جلاوطن کیا ہے۔

9- حضرت عثمان غنیؓ ذاتی طور پر کافی مالدار تھے لیکن باقی بنوامیہ کے مالی حالات عموماً کچھ ایسے اچھے نہیں تھے؛ چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ اپنے ذاتی مال سے ان کی امداد کر دیا کرتے تھے۔ مفسدین نے یہ مشہور کرنا شروع کر دیا کہ حضرت عثمان غنیؓ بیت المال کی رقم کو اپنے اقرباء پر خرچ کرتے ہیں۔

www.downloadclassnotes.com

10- حضرت عثمان غنیؓ نے بعض چراگاہوں کو بیت المال کے جانوروں کے لئے مخصوص کر لیا تھا لیکن فتنہ پردازوں نے یہ مشہور کرنا شروع کر دیا تھا کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے ذاتی جانوروں کے لئے ان چراگاہوں کو مخصوص کیا ہے۔

11- سازشیوں نے اور بھی بہت سے الزامات لگا کر اور انہیں عوام میں مشہور کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو حضرت عثمان غنیؓ سے متنفر کرنے کی کوششیں شروع کر رکھی تھیں؛ جن سے بعض سادہ لوح مسلمان متاثر بھی ہو گئے۔

سبائی فتنہ اور اس کی شر انگیزیاں:

عہد فاروق اعظمؓ میں فتنہ: درحقیقت حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں ہی فتنہ کا آغاز ہو چکا تھا لیکن آپؓ کی طبیعت کی سختی کی وجہ سے آپؓ کے دور میں یہ فتنہ پوری طرح سر نہ اٹھا سکا۔ اس کے باوجود اس حد تک ضرور ہوا کہ مجوسی حضرت عمر فاروقؓ کو شہید کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ حضرت عمر فاروقؓ کو اگرچہ بظاہر صرف ابولؤلؤ فیروز نے شہید کیا تھا لیکن در پردہ ہرمزان اور ان کے کچھ دوسرے ساتھی بھی اس سازش میں شریک تھے۔

عہدِ عثمان غنیؓ میں فتنہ: حضرت عثمان غنیؓ فطرتاً نرم طبیعت کے مالک تھے اور آپؓ کی نرمی اور درگزر کی وجہ سے مفسدین کو آپؓ کے عہد میں اپنی شر انگیزیوں میں اضافہ کرنے کا موقع ملا۔

عبداللہ بن سبا (ابن السوداء) کی کارروائیاں: عبداللہ بن سبا یمن کا رہنے والا ایک یہودی تھا۔ اس نے 25ھ میں بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا لیکن درحقیقت یہ اپنے اندر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سخت بغض رکھتا تھا۔ اس نے مختلف علاقوں کے دورے کر کے عوام میں فتنے کے بیج بونا شروع کر دیئے۔

مصر میں سبائی فتنہ: مصر میں عبداللہ بن سبا کو زیادہ کامیابی ہوئی۔ یہ اکثر مصر جاتا اور لوگوں کے ذہنوں میں الٹے سیدھے نظریات ڈالتا۔ یہ لوگوں سے کہتا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور حضرت علیؓ حضور اکرم ﷺ کے وصی ہیں؛ لہٰذا خلافت کا حق بھی حضرت علیؓ کو ہی حاصل ہے۔ مصر میں یہ ایک اچھی خاصی جماعت بنانے میں کامیاب ہو گیا۔

بصرہ میں سبائی فتنہ: عبداللہ بن سبا 32ھ میں بصرہ کی طرف بھی گیا۔ یہاں اسے حکیم بن جبلہ نام کا ایک فتنہ باز ساتھی مل گیا جو کہ حضرت عثمان غنیؓ سے ذاتی پرخاش بھی رکھتا تھا۔ یہاں بھی ابن سبا نے اپنے نظریات کی تشہیر کی؛ لیکن جب یہاں کے گورنر حضرت عبداللہؓ بن عامر کو اس کی کارروائیوں کا علم ہوا تو انہوں نے اسے بلا کر سرزنش کی اور اسے بصرہ سے نکال دیا۔

کوفہ میں سبائی فتنہ: عبداللہ بن سبا بصرہ سے نکالے جانے کے بعد 33ھ میں کوفہ پہنچا اور یہاں بھی اپنی سازشوں کا جال پھیلانے لگا۔ کوفہ میں بھی اسے کافی کامیابی ہوئی۔ یہاں اسے مالک الاشتر، صعصعہ، ابن الکواء اور کمیل جیسے سازشی مل گئے۔ یہاں بھی اس نے اپنی اچھی خاصی جماعت بنالی۔

مدینہ میں کوشش: عبداللہ بن سبا نے مدینہ میں پہنچ کر یہاں بھی شر انگیزی کی کوشش کی لیکن یہاں اسے کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

محمد بن ابوبکرؓ: حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بیٹا محمد حضرت عثمان غنیؓ کے خلافت سنبھالنے کے وقت صرف 15 سال کا تھا۔ اس نے حضرت عثمان غنیؓ سے کسی علاقے کی گورنری کا مطالبہ کیا؛ لیکن حضرت عثمانؓ نے اس قدر نو عمری میں اس قدر کلیدی عہدہ دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر محمد بن ابوبکرؓ کے دل میں عداوت پیدا ہو گئی۔ عبداللہ بن سبا نے فوراً اس سے رابطہ کیا اور اسے بھی اپنی تحریک کا مہرہ بنالیا۔

محمد بن ابوحذیفہؓ: یہ حضرت ابوحذیفہؓ کا بیٹا تھا۔ اس کے والد کی شہادت کے بعد اسے حضرت عثمانؓ نے خود اپنی کفالت میں لے لیا تھا۔ اس نے بھی گورنری طلب کی لیکن چونکہ اس پر اس سے قبل شراب نوشی کی حد لگ چکی تھی؛ اس لئے حضرت عثمانؓ نے اسے عہدہ دینے سے انکار کر دیا اور یہ بھی حضرت عثمانؓ کے خلاف ہو گیا۔ یہ مصر چلا گیا اور سبائیوں کے ساتھ مل گیا۔

مشاورت: سبائیوں کی فتنہ انگیزیوں کی رپورٹس جب حضرت عثمان غنیؓ تک پہنچیں تو 34ھ میں آپؓ نے مختلف علاقوں کے گورنروں کو بلا کر

مشورہ کیا۔ گورنروں نے سبائیوں سے سختی سے نمٹنے کی تجاویز پیش کیں، لیکن حضرت عثمان غنیؓ نے انہیں درگزر اور نرمی کی ہدایت کر کے مجلس برخواست کر دی۔

یزید بن قیس کا خروج: کوفہ کے گورنر حضرت سعیدؓ بن العاص جب حضرت عثمانؓ کے پاس مشاورت کے لئے گئے ہوئے تھے تو ان کی غیر موجودگی میں یزید بن قیس نامی ایک فتنہ پرداز مالک الاشتر اور دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت سعیدؓ کی معزولی کا مطالبہ لے کر نکل کھڑا ہوا۔ حضرت سعیدؓ نے خود ہی حضرت عثمانؓ سے کہہ دیا کہ آپؓ میری جگہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو گورنر بنا دیجئے تاکہ ان کے پاس مزید شرانگیزی کا بہانہ نہ رہے، چنانچہ ابوموسیٰؓ کو کوفہ کا گورنر بنا دیا گیا۔

سبائیوں کے اہلِ مدینہ کے نام خطوط: سبائیوں نے ایک اور سازش یہ کی کہ انہوں نے مدینہ میں موجود مختلف صحابہ کرامؓ کے نام خطوط لکھنا شروع کر دیئے، جن میں اپنے اپنے علاقوں کے گورنروں کے ظلم و ستم کی جھوٹی داستانیں لکھیں۔

تحقیقاتی کمیشن: 35ھ میں حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت محمدؓ بن مسلمہ کو کوفہ، حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کو بصرہ، حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو مصر، حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کو شام اور بعض دیگر صحابہ کرامؓ کو دیگر مختلف علاقوں کی طرف تحقیقِ احوال کے لئے بھیجا۔ سب نے واپس آکر مفسدین کا پروپیگنڈہ غلط ہونے کی رپورٹ دی، البتہ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو سبائیوں نے متاثر کر لیا اور وہ واپس نہ آئے۔

مدینہ پر باغیوں کی پہلی یورش: ربیع الاول 35ھ میں مصر، کوفہ اور بصرہ سے چند شرپسند مدینہ کی طرف بڑھے۔ ان کی مجموعی تعداد صرف پانچ یا چھ سو تھی۔ یہ لوگ جحفہ کے مقام پر ٹھہرے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے دو افراد ان سے مذاکرات کے لئے بھیجے۔ باغیوں نے انہیں اپنے مذموم مقاصد سے واضح طور پر آگاہ کیا۔ ان دونوں نے حضرت عثمان غنیؓ کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اب حضرت علیؓ کو بھیجا، جنہوں نے مفسدین کے اعتراضات سنے اور ان کے تسلی بخش جوابات دیئے، لیکن مفسدین نے تسلیم نہ کیا۔ اب حضرت عثمان غنیؓ نے مفسدین کو مدینہ بلوایا اور خود ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔ اہلِ مدینہ حضرت عثمانؓ کو ان مفسدین کے خلاف سخت کارروائی کرنے آمادہ کر رہے تھے لیکن حضرت عثمانؓ اب بھی درگزر سے کام لے رہے تھے۔ مفسدین نے جب مدینہ کی فضا اپنے لئے ناسازگار محسوس کی تو انہوں نے واپس جانے میں ہی عافیت سمجھی۔

مدینہ پر باغیوں کی دوسری یورش: پہلی یورش کی ناکامی کے بعد ابن سبا نے دوسرا منصوبہ بنایا اور اہلِ مصر کو حضرت علیؓ کی طرف سے، اہل کوفہ کو حضرت زبیرؓ کی طرف سے اور اہلِ بصرہ کو حضرت طلحہؓ کی طرف سے جھوٹے خطوط لکھے۔ شوال 35ھ میں مصر، کوفہ اور بصرہ کے قافلے مدینہ کی طرف بڑھے، اہل مصر نے ذوالمروہ، اہل کوفہ نے اعوص اور اہلِ بصرہ نے ذوخشب میں ڈیرے ڈالے۔ اہلِ مصر حضرت علیؓ، اہلِ کوفہ حضرت زبیرؓ اور اہل بصرہ حضرت طلحہؓ کی خلافت چاہتے تھے، البتہ حضرت عثمانؓ کی معزولی پر تینوں گروہ متفق تھے۔ تینوں گروہوں کے سرکردہ افراد ان تینوں صحابہ کرامؓ کے پاس آئے، لیکن ان تینوں نے انہیں دھتکار دیا اور کہا کہ ذوالمرہ، ذوخشب اور اعوص کے لشکروں پر حضور اکرم ﷺ نے لعنت کی ہے۔ یہ تینوں لشکر اس پر بھی شرمندہ نہ ہوئے اور اپنے مطالبے پر ڈٹے رہے۔ پھر حضرت علیؓ تیس افراد کے ساتھ انہیں سمجھانے کے لیے ان کی طرف گئے اور انہیں واپسی پر مجبور کر دیا۔ البتہ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حضرت عبداللہؓ بن سعد بن ابوسرح کی جگہ محمد بن ابوبکرؓ کو مصر کا گورنر بنا دیا جائے۔ ان کا یہ مطالبہ منظور کر کے انہیں واپس بھیج دیا گیا۔

مدینہ پر باغیوں کی تیسری یورش: اہلِ مدینہ ان بلوائیوں کے واپس چلے جانے پر مطمئن ہو گئے تھے لیکن ایک روز یہ مفسدین بالکل اچانک دوبارہ مدینہ میں پہنچ گئے اور انہوں نے مدینہ طیبہ اور خاص طور پر حضرت عثمانؓ کے گھر کا گھیراؤ کر لیا۔ حضرت علیؓ سمیت چند صحابہ کرامؓ نے ان سے دوبارہ آمد کا سبب پوچھا تو اہلِ مصر کہنے لگے کہ ہم نے راستہ میں عثمانؓ کے ایک قاصد سے ایک خط عبداللہؓ بن سعد کے نام پکڑا ہے کہ جس میں عثمانؓ نے ہمارے قتل کا حکم دیا ہے۔ حضرت علیؓ وغیرہ نے اہلِ کوفہ و بصرہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ خط تو مصر والوں کو ملا ہے، تم کیسے واپس پلٹ آئے ہو، حالانکہ تم سب الگ الگ راستوں پر واپس جا رہے تھے؟ اس کا کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا۔

کیا خط لکھا گیا تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ خط ملنے کی کہانی صرف ایک ڈرامہ تھا' نہ کوئی خط لکھا گیا تھا اور نہ ہی انہوں نے کوئی خط برآمد کیا تھا۔
اس سلسلہ میں چند باتیں ملاحظہ ہوں:

1- اہلِ کوفہ اور اہلِ بصرہ کا واپس پلٹنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ ایک سازش کے تحت پلٹے تھے' خط کا صرف بہانہ تھا۔ کیونکہ خط ملنے کا دعوی تو صرف اہلِ مصر کا تھا۔

2- حضرت عبداللہؓ بن سعد اس وقت مصر میں موجود ہی نہ تھے بلکہ مدینہ کی طرف چل پڑے تھے اور اس بات کا حضرت عثمانؓ کو بھی علم تھا' تو ظاہر ہے انہیں مصر میں خط نہیں بھیجا جا سکتا تھا۔

3- وہ لوگ پہلے بھی حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی طرف سے جھوٹے خط لکھ چکے تھے اور اس کام کے ماہر تھے۔ یہ جھوٹا خط بھی ان کا اپنا بنایا ہوا ہی تھا۔

4- حضرت عثمان غنیؓ نے خود قسم کھا کر فرمایا کہ میں نے ایسا کوئی خط نہ لکھا ہے اور نہ لکھوایا ہے۔

ان سب حقائق کی بنا پر ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ اول تو ایسا کوئی خط نہیں تھا اور اگر تھا بھی تو وہ خود انہی مفسدین نے لکھ کر حضرت عثمانؓ کے ذمہ لگایا تھا۔ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ:

''اور اسی طرح یہ خط بھی عثمانؓ کی طرف سے جھوٹا لکھا گیا تھا۔''

معزولی کا مطالبہ: حضرت عثمان غنیؓ نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے ایسا کوئی خط نہیں لکھا تک ان بلوائیوں نے آپؓ کے داماد اور سیکرٹری مروان پر الزام دیا کہ انہوں نے خط لکھا ہے۔ پھر انہوں نے حضرت عثمانؓ سے خلافت سے معزول ہونے کا مطالبہ شروع کر دیا۔ آپؓ نے خلافت سے دستبردار ہونے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ جو چادر مجھے اللہ نے پہنائی ہے میں اسے ہرگز نہیں اتاروں گا۔

شہادتِ عثمان ذوالنورینؓ:

گھر کا محاصرہ: بلوائیوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا لیکن محاصرہ کے ابتدائی دنوں میں آپؓ محاصرے کے باوجود مسجد میں امامت بھی کرواتے رہے اور جمعہ بھی پڑھاتے رہے۔ مفسدین بھی آپؓ کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔

جمعہ میں پتھراؤ: ایک روز جب آپؓ خطبہ جمعہ کے لئے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو بلوائیوں نے پوری منصوبہ بندی سے آپؓ پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ جہجاہ نامی ایک ملعون نے آپؓ کے ہاتھ سے عصائے نبوی ﷺ چھین کر توڑ دیا۔ آپؓ کو صحابہ کرامؓ نے بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر گھر پہنچایا۔

صحابہ کرامؓ کی بے چینی: صحابہ کرامؓ میں بلوائیوں کی کارروائیوں کی وجہ سے کافی بے چینی تھی اور پھر پتھراؤ کے واقعہ پر تو حضرت سعدؓ بن ابووقاص' حضرت ابوہریرہؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت' حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ حضرت حسنؓ اور دوسرے، بہت سے صحابہ کرامؓ بلوائیوں کے مقابلہ پر نکل آئے لیکن جب حضرت عثمانؓ کو علم ہوا تو انہوں نے ان صحابہ کرامؓ کو قسم دے کر واپس گھروں میں جانے کا حکم دے دیا۔ حضرت عثمانؓ نہیں چاہتے تھے کہ میری وجہ سے کسی مسلمان کا خون بہے۔ اس کے بعد بھی حضرت زیدؓ بن ثابت، حضرت مغیرہؓ بن شعبہ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت سعدؓ بن ابووقاص، حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ اور دوسرے بہت سے صحابہ کرامؓ بار بار حضرت عثمانؓ سے باغیوں کی سرکوبی کے لئے نکلنے کی اجازت طلب کرتے رہے لیکن حضرت عثمانؓ نے ہر دفعہ منع فرما دیا۔

مکان کا پہرہ: حضرت عثمانؓ نے اگرچہ اپنے لئے لڑنے کی کسی کو اجازت نہ دی لیکن بہت سے صحابہ کرامؓ اور ان کے صاحبزادے اپنے طور پر بہرحال آپؓ کے گھر پر پہرہ ضرور دیتے رہے تاکہ بلوائیوں کی کسی بھی قسم کی کارروائی پر آپؓ کا دفاع کیا جا سکے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ، حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ، حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ، حضرت محمد بن طلحہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت سعیدؓ بن العاص وغیرہ کے نام اس سلسلہ میں قابلِ ذکر ہیں۔

محاصرہ میں شدت: اب بلوائیوں نے محاصرے کو مزید سخت کر دیا اور حضرت عثمانؓ کے مسجد میں آنے پر بھی پابندی لگ گئی اور آپؓ تک پانی کی رسائی بھی بند کر دی گئی۔ حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ البتہ پانی وغیرہ پہنچانے کی کوشش کرتے رہے، حتیٰ کہ ایک دفعہ تو ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ بھی خچر پر سوار ہو کر پانی کے لیے نکلیں لیکن بلوائیوں نے ان کی بھی حیا نہ کی۔

بلوائیوں سے خطاب: محاصرہ کے دوران ایک روز حضرت عثمانؓ نے اپنے گھر کی چھت پر سے بلوائیوں سے خطاب کیا اور بئر رومہ کی خرید' مسجد نبوی کی توسیع' تبوک کے موقع پر سامان کی فراہمی' بیعت رضوان میں حضور اکرم ﷺ کا اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دینا اور حضور اکرم ﷺ کی حضرت عثمانؓ کے لئے جنت اور شہادت کی بشارات وغیرہ کے واقعات ذکر کئے۔ انہوں نے آپؓ کے یہ سارے امتیازات تسلیم کئے لیکن ڈھیٹ بنے رہے اور محاصرہ ختم کرنے کے لئے پھر بھی تیار نہ ہوئے۔

شہادت کی تیاری: محاصرہ کے دوران حضرت عثمان غنیؓ مسلسل روزے رکھ رہے تھے اور کئی دفع سحری و افطاری کے لئے بھی کچھ میسر نہ ہوتا۔ ایک رات کچھ نیند آ گئی اور خواب میں حضور اکرم ﷺ کا دیدار ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے خواب میں ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تو چاہے تو تجھے ان پر فتح حاصل ہو جائے اور اگر تو چاہے تو کل کی افطار ہمارے ساتھ کرے۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دوسری چیز کو اختیار کیا۔ بیدار ہوئے تو خواب کی وجہ سے یقین ہو گیا کہ آج شہید کر دیا جاؤں گا۔ آپؓ عموماً پاجامہ استعمال نہیں کرتے تھے لیکن اس روز عام معمول کے خلاف پاجامہ منگوا کر پہن لیا تاکہ بلوائیوں کے حملہ میں کہیں برہنہ نہ ہو جاؤں۔ حسب معمول نوافل اور تلاوت قرآن حکیم میں مصروف ہو گئے۔

باغیوں کا حملہ: دروازے پر صحابہ کرامؓ پہرہ دے رہے تھے۔ باغی عقبی دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہو گئے۔ محمد بن ابوبکرؓ نے آگے بڑھ کر داڑھی پکڑی۔ آپؓ نے اسے شرم دلائی کہ تیرا باپ اس داڑھی کی بہت حیا کیا کرتا تھا' یہ نادم ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ ملعون عافقی بن حرب نے آپؓ کے سامنے رکھے قرآن حکیم کی پاؤں سے ٹھوکر ماری۔ کنانہ بن بشر نے پیشانی پر لوہے کی لٹھ ماری۔ عمرو بن الحمق نے سینے پر سوار ہو کر نیزے کے نو وار کئے۔ آپؓ کی اہلیہ حضرت نائلہؓ آگے بڑھیں تو سودان بن حمران نے تلوار کا وار کیا جس سے ان کے ہاتھ کی تین انگلیاں کٹ گئیں۔ پھر اسی نے آگے بڑھ کر حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)۔ آپؓ کے خون کا پہلا قطرہ قرآن حکیم کی اس آیت پر گرا:

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ (2البقرہ 137)

(اور عنقریب اللہ تیری طرف سے ان کو کافی ہو جائے گا اور وہ سننے اور جاننے والا ہے۔)

حضرت عثمانؓ کے دو غلام نجیح اور صبیح بھی اس موقع پر آپؓ کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ قاتلین عقبی دیوار سے ہی واپس ہو گئے۔ یہ سانحہ 18 ذوالحج 35ھ بروز جمعۃ المبارک عصر کی نماز کے بعد پیش آیا۔ اس سے قبل آپؓ باختلاف روایات 40 یا 49 دن تک محصور رہے تھے۔

دروازے کے پہریداروں کو اطلاع: قاتل عقبی دیوار سے ہی داخل ہوئے تھے اور اسی طرف سے بھاگ گئے تھے اس لئے دروازے پر اس وقت اگرچہ حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت محمد بن طلحہؓ اور حضرت عبداللہؓ بن زبیر وغیرہ موجود تھے لیکن انہیں علم نہ ہو سکا۔ قاتلین کی واپسی کے بعد حضرت نائلہؓ نے چھت پر سے آواز دے کر انہیں باخبر کیا۔

جنازہ و تدفین: بلوائی حضرت عثمانؓ کے جنازہ میں بھی رکاوٹ ڈال رہے تھے۔ ہفتہ کی رات صرف سترہ افراد اس عظیم خلیفہ کا جنازہ پڑھنے اور تجہیز و تکفین کے انتظامات کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ نماز جنازہ باختلاف روایات حضرت زبیرؓ یا حضرت جبیرؓ بن مطعم نے پڑھائی۔ آپؓ کو جنت البقیع کے مشرق میں حش کوکب میں دفن کیا گیا۔

شہادتِ عثمان غنیؓ کے نتائج واثرات اور نقصانات:

حضرت عثمان غنیؓ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کئے جانے کے نہایت بھیانک نتائج سامنے آئے اور اس واقعہ سے تاریخ اسلام پر نہایت تلخ اثرات مرتب ہوئے۔ ذیل میں ہم ان نتائج واثرات اور نقصانات کا جائزہ لے رہے ہیں:

1- قرونِ خیر کا خاتمہ: حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے اچھے لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

"القرن الذی انا فیه ثم الثانی ثم الثالث."

(وہ قرن (زمانہ) کہ جس میں میں موجود ہوں پھر دوسرا پھر تیسرا)۔

یہاں حضور اکرم ﷺ نے اپنے قرن کے بعد دوسرے اور تیسرے قرن کے بہتر اور خیر ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے ان تینوں قرنوں کی وضاحت اس طرح سے فرماتے ہیں کہ:

"حضور اکرم ﷺ کی ہجرت سے آپ ﷺ کی وفات تک قرن اول ہے، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے آغاز سے حضرت عمر فاروقؓ کی وفات تک قرن ثانی ہے اور حضرت عثمان غنیؓ کا زمانہ قرن ثالث ہے۔"

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے خیر والے تین قرون کو حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت تک شمار کیا ہے۔

2- اتحادِ امت کا خاتمہ: حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے ساتھ ہی امت میں اتحاد و اتفاق کا بالکل خاتمہ ہو گیا اور آپس میں تلوار چلنے کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا کہ جو اب تا قیامت ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے خود اپنی شہادت سے قبل فرمایا تھا کہ:

"اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو تم کبھی بھی اکٹھے نماز ادا نہ کر سکو گے اور کبھی بھی اکٹھے جہاد نہ کر سکو گے اور نہ مالِ غنیمت تقسیم کر سکو گے۔"

حضرت عبداللہؓ بن سلام نے بھی محاصرین کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ:

"اگر لوگوں نے عثمانؓ کو شہید کر کے اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول لیا تو وہ ان سے قیامت قائم ہونے تک بند نہ ہوگا۔"

حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبداللہؓ بن سلام کی ان پیشین گوئیوں کی سچائی آج تک ظاہر ہو رہی ہے اور اس کے اثرات قیامت تک ختم ہوتے نہیں لگتے۔

3- آپس کا قتال: حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے نتیجہ میں اہلِ اسلام کی تلوار آپس میں بے نیام ہو گئی اور جنگِ جمل اور جنگ صفین کے بڑے بڑے معرکے پیش آئے۔ ان دونوں واقعات میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید ہوئے۔ مؤرخین نے جنگ جمل کے دونوں لشکروں کے مقتولین کی مجموعی تعداد دس ہزار اور جنگِ صفین کے مقتولین کی کل تعداد ساٹھ ہزار بتائی ہے۔ پھر یہ قتال یہیں پر ختم نہیں ہوا بلکہ فتنوں کا ایسا آغاز ہوا کہ مسلمانوں کی آپس میں بے نیام ہو جانے والی تلوار آج تک نیام میں واپس نہیں ہو سکی۔

4- فتنہ بازوں کی انتظام مملکت میں شرکت: حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد فتنہ بازوں نے حضرت علی المرتضیٰؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور زبردستی کی من مانیاں کرتے ہوئے تقریباً اپنا کنٹرول قائم کر لیا۔ وہ حکومت کے معاملات میں بھی دخیل ہو گئے بلکہ یہاں تک بات پہنچی کہ وہ حضرت علیؓ کے فیصلوں کو تسلیم کرنے کی بجائے اپنے فیصلوں پر اصرار کرتے اور اپنی بات منوا کر رہتے۔ خود حضرت علیؓ کو اس بات کا احساس تھا، چنانچہ ایک موقع پر آپؓ نے فرمایا کہ:

"اس قوم کا کیا کیا جائے کہ جو ہماری مالک بنی ہوئی ہے اور ہم ان کے مالک نہیں ہیں۔"

5- فتنہ پسند گروہوں کا ظہور: حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت سے ایک بہت بڑا نقصان یہ بھی ہوا کہ اس شہادت کے نتیجہ میں مختلف نعروں

کے ساتھ مختلف فتنہ باز گروہ مثلاً خوارج وغیرہ کا ظہور ہوا۔ ان فتنہ باز گروہوں نے امت مسلمہ کو بہت نقصان پہنچایا اور اِس سے یہود اور مجوس کے وہ عزائم پورے ہوئے کہ امت مسلمہ میں فساد و انتشار پیدا کیا جائے۔

6- مدینہ کی مرکزی حیثیت کا خاتمہ: حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ نے دارالخلافت مدینہ سے کوفہ منتقل کر دیا۔ آپؓ کے اس اقدام سے اگرچہ ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مدینہ سیاسی فتنوں کی خرابیوں سے محفوظ ہو گیا' لیکن دوسری طرف اس کا یہ نقصان بھی ہوا کہ مدینہ کی مرکزی حیثیت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔

7- فرشتوں کی امداد کا خاتمہ: حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کا ایک اور بہت بڑا نقصان یہ بھی ہوا کہ محمدؒ بن سیرین کے بقول اس واقعہ کے بعد میدان جہاد میں فرشتوں نے مسلمانوں کی مدد کے لئے آنا چھوڑ دیا۔ محمدؒ بن سیرین فرماتے ہیں کہ:

> ''حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد فرشتوں نے اسلامی جنگوں میں مسلمانوں کی مدد کرنا چھوڑ دی۔''

سوال: **حضرت عثمان غنیؓ پر لگائے جانے والے الزامات کا جائزہ لیجئے۔**

جواب

الزامات کا جائزہ

حضرت عثمان غنیؓ پر سبائی مفسدین نے کئی قسم کے الزامات لگائے بلکہ آج تک بھی بہت سے لوگ حضرت عثمانؓ کو اعتراضات کا نشانہ بناتے چلے آرہے ہیں۔ ذیل میں ہم آپؓ پر لگائے جانے والے الزامات اور آپؓ پر کئے جانے والے اعتراضات کا جائزہ لے رہے ہیں:

1- مصاحف جلانا: حضرت عثمان غنیؓ پر ایک بہت بڑا اعتراض یہ کیا گیا کہ آپؓ نے قرآن حکیم کے نسخے جلانے کا حکم دیا تھا۔

جواب: یہ درست ہے کہ آپؓ نے قرآن حکیم کے نسخے جلانے کا حکم دیا تھا' لیکن وہ صرف ایسے نسخے تھے کہ جو قرأت قریش میں نہیں تھے اور ان کا تلف کروانا نہایت ضروری تھا' تا کہ امت اختلاف میں نہ پڑے۔ پھر یہ بھی ہے کہ قرآن حکیم کے نسخے ایسے ہی نہیں جلا دیئے گئے تھے کہ انہیں اسی حالت میں جلتی آگ میں ڈال دیا گیا ہو بلکہ علامہ ابن حجرؒ قاضی عیاضؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

> ''عیاضؒ نے بڑے یقین سے کہا ہے کہ انہوں نے پہلے انہیں (قرآنی نسخوں کو) پانی سے دھویا (یعنی ان کے الفاظ پانی سے مٹا دیئے) اور پھر انہیں جلایا تا کہ وہ اچھی طرح تلف ہو جائیں۔''

2- اقرباء پروری: حضرت عثمان غنیؓ پر ایک اور بہت بڑا اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ آپؓ (معاذ اللہ) اقرباء پرور تھے اور اپنے اقرباء کو بیت المال کی رقم سے بڑے بڑے عطیات دیا کرتے تھے۔

جواب: اس اعتراض کا جواب خود حضرت عثمان غنیؓ کی زبان سے طبری میں منقول ہے:

> ''یہ لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنے خاندان والوں سے محبت کرتا ہوں اور انہیں عطیات دیتا ہوں۔ جہاں تک اہل خاندان سے محبت کا تعلق ہے تو میں نے ان کی وجہ سے کسی پر ظلم نہیں کیا بلکہ میں ان کے حقوق ادا کرتا ہوں اور عطیات میں انہیں اپنے ذاتی مال سے دیتا ہوں۔ میں مسلمانوں کے مال کو اپنی ذات کے لئے یا کسی اور کو دینے کے لئے حلال نہیں سمجھتا۔''

3- مروان کو افریقہ کا خمس دینا: حضرت عثمانؓ پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپؓ نے افریقہ کا سارا خمس اکیلے اپنے چچازاد بھائی اور داماد

www.downloadclassnotes.com

مروان بن حکمؒ کو بخش دیا تھا۔

جواب: افریقہ کے خمس کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن سعد بن ابوسرح نے جب افریقہ فتح کیا تو بہت زیادہ مالِ غنیمت ہاتھ لگا۔ مالِ غنیمت کے چار حصے تو فوج میں تقسیم کر دیئے گئے اور پانچواں حصہ بیت المال میں بھیجا جانا تھا۔ اب اس خمس میں نقد رقم کے علاوہ کپڑے اور مویشی وغیرہ بھی تھے' جن کا مدینہ تک پہنچانا بہت مشکل تھا۔ حضرت عبداللہؓ بن سعد چاہتے تھے کہ اگر اس سارے سامان کو کوئی خرید لے تو نقد رقم مدینہ پہنچانا آسان ہوگا۔ مروان نے ایک لاکھ درہم میں وہ سارا مال خرید لیا اور تھوڑی سی رقم کے علاوہ باقی ساری رقم کی نقد ادائیگی کر دی۔ جو تھوڑی سی رقم باقی رہ گئی تھی اس کے متعلق مروان نے وعدہ کر لیا کہ میں مدینہ پہنچ کر وہ بھی ادا کر دوں گا۔ حضرت عبداللہؓ بن سعد نے مروان ہی کے ہاتھ وہ خمس مدینہ بھیجا۔ مروان نے ساری رقم حضرت عثمانؓ کو پیش کرتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی بتلایا کہ کچھ رقم میرے ذمہ ہے جسے میں جلد ہی ادا کر دوں گا۔ حضرت عثمانؓ نے اتنی بڑی فتح کی خوشی میں مروان کو وہ تھوڑی سی رقم معاف کر دی۔ کیونکہ مروان نے بڑی صعوبتوں کے ساتھ اتنی بڑی رقم کو باحفاظت اور پوری امامت و دیانت کے ساتھ مدینہ پہنچایا تھا۔ مفسدین نے اس سے پورا خمس بخشنے کا افسانہ گھڑ لیا۔

4- بنوامیہ کو بڑے عہدوں پر فائز کرنا: حضرت عثمان غنیؓ پر یہ بھی اعتراض کیا گیا اور آج تک کیا جا رہا ہے کہ آپؓ نے کبار صحابہ کرامؓ کو ان کے عہدوں سے معزول کیا اور ان کی جگہ بنوامیہ کے نوعمر افراد کا تقرر کیا۔

جواب: اس اعتراض کا جائزہ لینے کے لئے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ آخر وہ کتنے عہدیدار تھے کہ جو عہدِ عثمان غنیؓ میں بنوامیہ سے تعلق رکھتے تھے؟ جب ہم تاریخ کے اوراق پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایسے صرف چھ افراد تھے۔ دمشق پر حضرت امیر معاویہؓ، کوفہ پر حضرت ولیدؓ بن عقبہ اور پھر ان کی معزولی کے بعد حضرت سعیدؓ بن العاص' بصرہ پر حضرت عبداللہؓ بن عامر اور مصر پر حضرت عبداللہؓ بن سعد گورنر تھے اور ان کے علاوہ مروان بن حکمؒ کو حضرت عثمانؓ کے پرسنل سیکرٹری کی حیثیت حاصل تھی۔ اب ان میں سے بھی حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت ولیدؓ بن عقبہ تو حضرت عمر فاروقؓ کے عہد سے ہی کلیدی عہدوں پر فائز تھے۔ گویا بنوامیہ کے صرف تین افراد کو حضرت عثمانؓ نے گورنر اور ایک کو سیکرٹری بنایا تھا کہ جس پر اس قدر شور برپا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بنوامیہ ان عہدوں کے اہل تھے' اسی لئے حضرت عثمان غنیؓ نے انہیں ان عہدوں پر فائز کیا۔ خود حضور اکرم ﷺ نے بنوامیہ کے چھ افراد کو مختلف علاقوں کا گورنر بنایا تھا اور ان کے علاوہ بھی پانچ کلیدی عہدوں پر بنوامیہ کو فائز کیا تھا' حالانکہ آپ ﷺ نے کسی اور قبیلے کے دو سے زیادہ افراد کو گورنر نہیں بنایا۔ ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بنوامیہ کی اہلیت کی وجہ سے ہی انہیں اس قدر عہدے دیئے تھے۔ دوسری طرف حضرت علیؓ نے بھی چھ گورنر اپنے قریبی رشتہ دار بنائے تھے ان کی طرف اعتراضات کا رُخ نہیں جاتا۔ حضرت عثمانؓ کے خلاف پروپیگنڈہ ہر ایک کو آسان لگتا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ حضرت عثمانؓ نے کم عمر افراد کو گورنر بنایا تھا تو آپؓ سے پہلے حضور اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے بھی کم عمر افراد کو زیادہ عہدے دیئے تھے۔ عہدہ اہلیت کے اعتبار سے دیا جاتا ہے نہ کہ عمر کے اعتبار سے۔

5- حکمؓ بن العاص کو مدینہ آنے کی اجازت: حضرت عثمان غنیؓ پر ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ آپؓ نے حضرت حکمؓ بن العاص کو مدینہ بلوا لیا' حالانکہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں جلاوطن کیا تھا۔

جواب: حضرت حکمؓ بن العاص کے جلاوطن کیئے جانے کا واقعہ بالکل غلط اور بے دلیل ہے۔ اس واقعہ کو اگرچہ اکثر مؤرخین نے نقل کیا ہے لیکن اس کی تمام اسناد منقطع ہیں۔ اس سلسلہ میں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کا یہ قول نقل کر دینا کافی ہوگا:

"اکثر اہلِ علم نے اس واقعہ کا انکار کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ وہ (حکمؓ) اپنی مرضی سے گئے تھے اور ان کی جلاوطنی کی کوئی سند نہیں ہے۔"

علامہ ابن تیمیہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"اور بہت سے اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ حکمؓ کی جلاوطنی کا واقعہ جھوٹ ہے' پس

> بے شک نبی ﷺ نے انہیں طائف جلاوطن نہیں کیا تھا بلکہ وہ اپنی مرضی سے گئے تھے۔ اور جن بعض لوگوں نے ان کی جلاوطنی ذکر کی ہے انہوں نے واقعہ کی کیفیت اور اس کے سبب کے متعلق کوئی صحیح سند نقل نہیں کی۔"

اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ حضور اکرم ﷺ نے واقعی حضرت حکمؓ بن العاص کو جلاوطن کیا تھا تو دوسری طرف یہ روایت بھی تو موجود ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ان کی واپسی کے لئے حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ ﷺ سے اجازت بھی لے لی تھی' لیکن ابھی بلایا نہیں تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوگئی۔

6- چراگاہیں مخصوص کرنا: حضرت عثمان غنیؓ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ آپ نے نقیع' ربذہ اور سرف کی چراگاہیں اپنے اونٹوں کے لئے مخصوص کر لی تھیں اور عوام کو ان میں جانور چرانے سے منع کر دیا تھا۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے پاس خلافت سے قبل اگرچہ بہت مال تھا لیکن خلافت کے بعد آپؓ نے اپنا سارا ذاتی مال بھی کچھ اللہ کی راہ میں دے دیا تھا اور کچھ اپنے اقارب میں تقسیم کر دیا تھا اور انہیں اس کا حق تھا۔ جس وقت یہ اعتراض کیا گیا اس وقت آپؓ کی ذاتی ملکیت میں خود آپؓ کے بیان کے مطابق صرف ایک بکری اور دو اونٹ تھے۔ اب ظاہر ہے کہ صرف ان تین جانوروں کے لئے تین چراگاہیں مخصوص کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ آپ نے یہ چراگاہیں بیت المال کے لئے مخصوص کی تھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ درحقیقت یہ چراگاہیں صرف آپ نے بیت المال کے لئے مخصوص نہیں کی تھیں بلکہ نقیع کی چراگاہ خود حضور اکرم ﷺ نے اور ربذہ اور سرف کی چراگاہیں حضرت عمر فاروقؓ نے مخصوص کی تھیں۔ حضرت عثمانؓ کا صرف اسی قدر قصور ہے کہ آپ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں انہیں مخصوص رکھا۔

7- منٰی میں پوری نماز پڑھنا: حضرت عثمان غنی پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپؓ نے منٰی میں پوری نماز پڑھائی' حالانکہ حضور اکرم ﷺ نے یہاں قصر نماز پڑھی تھی۔

جواب: اس اعتراض کا جواب خود حضرت عثمانؓ نے اس طرح سے دیا تھا کہ:

> "اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک ایسے شہر (منٰی) میں تھا کہ جہاں میرے اہل و عیال تھے' اس لئے میں نے پوری نماز پڑھائی۔"

8- آپؓ کے گورنر بداخلاق تھے: حضرت عثمان غنیؓ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ آپؓ کے مقرر کئے ہوئے گورنر اخلاقی لحاظ سے اچھے نہ تھے اور وہ شراب پیا کرتے تھے۔ بطور مثال حضرت ولیدؓ بن عقبہ کا واقعہ ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک روز کوفہ کی جامع مسجد میں نشہ کی حالت میں فجر کی نماز پڑھائی اور دو رکعت کی بجائے چار رکعت پڑھا دی اور کہنے لگے کہ اور پڑھاؤں؟ پھر یہ مقدمہ حضرت عثمان غنیؓ کے پاس پیش کیا گیا تو انہوں نے حد جاری کروائی۔

جواب: اس اعتراض کے جواب میں ہم کہیں گے کہ اوّل تو حضرت ولید بنؓ عقبہ کی شراب نوشی کا واقعہ ہی درست نہیں کیونکہ حضرت عثمان غنیؓ کے پاس اس واقعہ کی شکایت کرنے والے ابوزینب اور ابوموروع دونوں افراد ہی ایسے ہیں کہ جن کی حضرت ولیدؓ بن عقبہ سے ذاتی عداوت تھی۔ پھر نماز غلط پڑھانے کی کوئی ایک شہادت بھی پیش نہیں کی گئی اور شراب نوشی کے متعلق جو دو گواہ پیش بھی کئے گئے تو ان میں سے ایک حمران ہے کہ جس کی غلط حرکتوں ہی کی وجہ سے اسے پہلے مدینہ سے اور پھر کوفہ سے جلاوطن کیا گیا تھا اور دوسرے گواہ کا نام ہی راوی نے ذکر نہیں کیا کہ اس کے حالات کا علم ہو سکے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر یہ واقعہ جامع مسجد میں پیش آیا ہے تو اس کو بہت سے افراد نے دیکھا ہوگا نہ کہ صرف ابوزینب' ابوموروع' حمران اور ایک نامعلوم آدمی نے' اگر یہ واقعہ حقیقتاً پیش آیا ہوتا تو کئی گواہ ہوتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس واقعہ کو اگر درست تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس میں ولیدؓ بن عقبہ کا قصور ثابت ہو سکتا تھی) حد بھی جاری کروادی تھی۔ پھر یہ بھی ہے کہ ولیدؓ کو صرف حضرت عثمانؓ نے ہی گورنر نہیں بنایا بلکہ یہ اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں بھی اہم عہدوں

پر فائز رہے تھے۔

9- حضرت عمارؓ بن یاسر کو مارنا: حضرت عثمان غنیؓ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ آپؓ نے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو اس قدر مارا تھا کہ ان کی آنتیں باہر آ گئی تھیں۔

جواب: حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو مارنے کے متعلق یہ اعتراض بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ نہایت حلیم الطبع تھے اور آپؓ کے متعلق اس طرح کا گمان کرنا قطعی درست نہیں ہو سکتا کہ آپؓ نے حضرت عمارؓ کو مارا ہو۔ شرح نہج البلاغہ کے مصنف نے لکھا ہے کہ:

''حضرت عمارؓ کو مارا جانا ثابت نہیں ہے۔''

10- حضرت عبداللہؓ بن مسعود کا وظیفہ بند کر دیا: حضرت عثمان غنیؓ پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہؓ بن مسعود کا وظیفہ بند کر دیا تھا۔

جواب: اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ جس وقت حضرت عثمان غنیؓ نے امت مسلمہ میں میں بھیجیں اور ہدایت کی کہ اس کے خلاف جو نسخے ہیں انہیں تلف کر دیا جائے تو حضرت عبداللہؓ بن مسعود اپنی قرأت پر اصرار کرنے لگے۔ اس وجہ سے حضرت عثمانؓ نے انہیں سرزنش کرنے یا سمجھانے کے لئے ان کا وظیفہ کچھ عرصہ کے لئے بند کیا اور ظاہر ہے کہ خلیفۂ وقت اتنا با اختیار تو بہر حال ہوتا ہی ہے کہ وہ کسی کو سرزنش کر سکے۔ پھر حضرت عبداللہؓ بن مسعود کو بھی بعد میں احساس ہو گیا کہ جمع قرآن حکیم کا جو کام حضرت عثمانؓ نے کیا ہے وہ درست ہے اور انہوں نے اپنی پہلی رائے سے رجوع کر لیا۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی وفات سے قبل حضرت عثمانؓ نے ان کا وظیفہ دوبارہ بحال بھی کر دیا تھا اور انہوں نے اسے دوبارہ قبول بھی کر لیا تھا اور حضرت زبیرؓ سے کہا تھا کہ میرا وظیفہ وصول کر کے میرے اہل و عیال کو پہنچا دیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت عثمانؓ نے یہ کام امت کے فائدہ اور اس کے اتحاد کے لئے کیا تھا۔

11- حضرت ابوذر غفاریؓ کو جلاوطن کرنا: حضرت عثمان غنیؓ پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو مدینہ سے جلاوطن کر دیا تھا۔

جواب: حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو جلاوطن نہیں کیا تھا بلکہ وہ اپنی مرضی سے ربذہ کے مقام پر مقیم ہو گئے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے تو انہیں شام سے اپنے پاس بلوایا تھا اور پھر جب وہ خود حضرت عثمانؓ سے مدینہ سے جانے کی اجازت لینے آئے تو حضرت عثمانؓ نے انہیں مدینہ میں روکنا چاہا، جس کے جواب میں حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا تھا کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب مدینہ کی آبادی سلع تک پہنچ جائے تو تم مدینہ چھوڑ دینا۔ یہ سن کر حضرت عثمانؓ نے انہیں جانے کی اجازت دے دی اور انہیں بڑے اعزاز کے ساتھ تحائف دے کر رخصت کیا۔ حضرت عثمانؓ نے انہیں یہ تاکید بھی کی کہ مدینہ آتے جاتے رہنا اور انہوں نے اس بات پر عمل بھی کیا۔

12- مصری وفد کے ساتھ بدعہدی: حضرت عثمان غنیؓ پر یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ انہوں نے مصر کے وفد کے ساتھ بدعہدی کی۔ وفد کو انہوں نے محمد بن ابوبکرؓ کی امارات اور گورنری کا پروانہ دے کر رخصت کیا اور دوسری طرف مصر کے پہلے سے موجود گورنر حضرت عبداللہؓ بن سعد کو خط لکھ دیا کہ انہیں قتل کر دینا۔

جواب: حضرت عثمان غنیؓ نے ایسا کوئی خط نہیں لکھا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے قسم کھا کر کہا کہ میرا اس خط کے لکھنے یا لکھانے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خط کا افسانہ بلوائیوں نے خود گھڑا تھا اور درحقیقت انہیں کوئی خط نہیں ملا تھا۔

نوٹ: خط کی حقیقت کے متعلق ہم ''فتنہ اور شہادت حضرت عثمان غنیؓ '' کے سوال میں بحث کر چکے ہیں۔ امید ہے طلبہ اسی سوال سے اس کی تفصیل دیکھنے میں دقت محسوس نہیں کریں گے۔

سوال: حضرت عثمان غنیؓ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیجئے۔

☆ حضرت عثمانؓ کی سیرت و کردار پر نوٹ لکھئے۔ (لاہور بورڈ 2011ء)

جواب

سیرت و کردار

حضرت عثمان غنیؓ اخلاق اور سیرت و کردار میں نہایت اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ذیل میں ہم ان کی سیرت و کردار کے صرف چند پہلوؤں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں:

1- خوف خدا: حضرت عثمان غنیؓ اکثر خوف خدا کی وجہ سے روتے رہتے۔ کسی قبر کو دیکھتے تو آپؓ کے آنسو جاری ہو جاتے۔ لوگوں کو بھی خوف خدا کی تلقین فرماتے رہتے۔

2- محبت رسول ﷺ: آپؓ کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی محبت حد درجہ تھی۔ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر آپؓ حضور اکرم ﷺ کے قاصد کی حیثیت سے مکہ گئے تو اہلِ مکہ نے آپؓ سے کہا کہ آپ کو ہم طواف کی اجازت دیتے ہیں' آپ طواف کر لیں۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے حضور اکرم ﷺ کے بغیر طواف کرنا قبول نہ کیا۔

3- اتباع سنت: حضور اکرم ﷺ کی اتباع اور پیروی کا جذبہ بھی حضرت عثمان غنیؓ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ مسجد میں لیٹنے میں بھی حضور اکرم ﷺ کی طرح پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹنے کا اہتمام فرماتے۔ ایک دفعہ ایک جگہ بیٹھ کر وضو بنایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے بھی اسی جگہ بیٹھ کر وضو فرمایا تھا۔

4- زہد و تقویٰ: حضرت عثمان غنیؓ زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپؓ خود فرماتے ہیں کہ میں نے جاہلیت یا اسلام کسی دور میں بھی زنا یا چوری نہیں کی' کبھی گانا نہیں گایا' قبولِ اسلام کے بعد کبھی کسی برائی کی خواہش نہیں کی۔

5- عبادت و ریاضت: حضرت عثمان غنیؓ نہایت عبادت گزار تھے۔ راتوں کو اٹھ کر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہوتے۔ شہادت کے وقت بھی قرآن حکیم کی تلاوت میں مشغول تھے۔

6- شرم و حیاء: حضرت عثمان غنیؓ شرم و حیاء کے پیکر تھے۔ ایک روز حضرت عثمان غنیؓ کی آمد پر حضور اکرم ﷺ نے اپنی پنڈلی پر سے ہٹا ہوا کپڑا درست کیا' حالانکہ اس سے قبل حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی آمد پر آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں کہ جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔"

7- حلم و بردباری: حضرت عثمان غنیؓ نہایت حلیم الطبع تھے۔ جب باغیوں نے مدینہ کا اور خاص طور پر آپؓ کے گھر کا گھیراؤ کر رکھا تھا تو صحابہ کرامؓ کے بار بار اجازت چاہنے کے باوجود آپؓ نے انہیں بلوائیوں کے مقابلہ میں لڑنے کی اجازت نہیں دی۔

8- صبر و تحمل: حضرت عثمان غنیؓ میں صبر و تحمل بھی بہت زیادہ تھا۔ چالیس دن تک آپؓ کے گھر کا محاصرہ رہا اور خود آپؓ کے خرید کر وقف کیے گئے بئر رومہ کا پانی تک آپؓ کے پاس پہنچنے سے روک دیا گیا لیکن آپؓ نے یہ سب کچھ نہایت صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کیا۔

9- ایثار و انفاق: حضرت عثمان غنیؓ نہایت امیر اور صاحب ثروت تھے لیکن اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا دیا۔ ہر موقع پر آپؓ نے بڑھ چڑھ کر اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ بئر رومہ کی خرید کا مسئلہ ہو یا مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے لئے جگہ خریدنا ہو' قحط سالی میں تعاون کا موقع ہو یا تبوک کے لشکر کے سامان کی فراہمی کا آپؓ کبھی بھی پیچھے نہیں رہے۔

www.downloadclassnotes.com

10- تواضع وانکساری: حضرت عثمان غنیؓ نہایت مالدار اور پھر خلیفۂ وقت ہونے کے باوجود نہایت منکسر المزاج تھے۔ غرور و تکبر آپؓ کو چھو کر بھی نہیں گزرا تھا۔ رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو پانی وغیرہ کے لیے کسی غلام کو بے آرام نہ کرتے۔ ایک دفعہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کے ایک غلام نے بھی آپؓ کی دعوت کی تو اُسے چھوٹا یا گھٹیا سمجھ کر نہیں ٹھکرایا بلکہ دعوت قبول کی۔

11- امانت ودیانت: حضرت عثمان غنیؓ کے مخالفین آپؓ کو (معاذ اللہ) خائن تک کہہ دیتے ہیں، حالانکہ آپؓ نے زندگی بھر کبھی ایک پیسے کی بھی خیانت نہیں کی۔ پوری زندگی امانت و دیانت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

12- سخاوت: حضرت عثمان غنیؓ نہایت سخی اور فیاض تھے۔ اپنے ذاتی مال میں سے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی عطیات دیا کرتے تھے اور دیگر مستحقین پر بھی خرچ کیا کرتے تھے۔ اقرباء کو عطیات دینے ہی کی وجہ سے آپؓ کے مخالفین نے آپؓ کو (معاذ اللہ) اقرباء پرور ہونے کا طعنہ دیا ہے۔

13- غلاموں سے حسن سلوک: حضرت عثمان غنیؓ غلاموں سے بھی انتہائی حسن سلوک کا معاملہ کرتے۔ ان پر کام کا زیادہ بوجھ نہ ڈالتے اور ان کے آرام کا احساس فرماتے۔ آپؓ نے ہر جمعہ کے روز ایک غلام آزاد کرنے کا بھی معمول بنا رکھا تھا، اگر کسی ایک جمعہ پر غلام آزاد نہ کر سکتے تو اگلے جمعہ پر دو غلام آزاد کرتے۔

14- نرم مزاجی: حضرت عثمان غنیؓ نہایت نرم مزاج تھے اور آپؓ کی نرم مزاجی کا فائدہ اٹھا کر ہی مفسدین اپنی کارروائیوں میں زیادہ شیر ہو رہے تھے۔

15- عفو ودرگزر: حضرت عثمان غنیؓ کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا کرتے تھے۔ بہت بڑے بڑے مخالفین کے ساتھ بھی آپؓ نے عفو و درگزر کا معاملہ ہی رکھا۔

سوال: **عہد عثمان غنیؓ کے انتظام سلطنت پر جامع مضمون تحریر کیجئے۔**

جواب

انتظام سلطنت

حضرت عمر فاروقؓ کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کے پاس خلافت کا انتظام و انصرام آیا۔ ذیل میں ہم آپؓ کے انتظام سلطنت کے اہم خدوخال پر ایک نظر کر رہے ہیں:

1- حاکمیت اعلیٰ: عہدِ نبویﷺ، عہد صدیق اکبرؓ اور عہد فاروق اعظمؓ کی طرح عہد عثمان غنیؓ میں بھی حاکمیت اعلیٰ اور اقتدار اعلیٰ کا اختیار صرف اور صرف اللہ ہی کے لئے تسلیم کیا گیا تھا۔ کسی بھی فیصلہ میں سب سے پہلے قرآن حکیم سے راہنمائی حاصل کی جاتی اور اگر قرآن حکیم سے اس مخصوص مسئلہ میں واضح راہنمائی نہ ملتی تو وحی خفی کی طرف رجوع کیا جاتا۔

2- خلافت: حضرت عمر فاروقؓ کی وفات کے بعد اب حضرت عثمان غنیؓ نے مسلمانوں کے خلیفہ کی حیثیت سے حکومت کی زمام کار سنبھالی اور آپؓ نے بھی امیر المؤمنین کا لقب اختیار کیا۔

3- مشاورت: حضور اکرمﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی طرح ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ نے بھی اہم امور میں صحابہ کرامؓ سے مشاورت کا اہتمام رکھا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت امیر معاویہؓ، حضرت عمروؓ بن العاص، حضرت سعیدؓ بن العاص، حضرت عبداللہؓ بن سعد اور حضرت عبداللہؓ بن عامر وغیرہ آپؓ کے اہم مشیر تھے۔

4- مرکزی نظام: پوری مملکت اسلامیہ بنیادی طور پر ایک مرکزی نظام کے تحت تھی۔ مرکزی نظام کے سربراہ کی حیثیت خود حضرت عثمان

غنیؓ کے پاس تھی۔ مرکزی نظام کے فرائض میں سرحدوں کا دفاع، مفتوحہ علاقوں کا انتظام، عدالتی انتظام، اشاعت اسلام اور قیام امن وغیرہ شامل تھے۔ صوبائی عمال کا تقرر اور ان کا محاسبہ بھی مرکزی نظام ہی کے ذمہ تھا۔

5- صوبائی نظام: انتظامی امور میں آسانی کے لئے حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں بھی مملکت اسلامیہ کو مختلف صوبوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ مکہ، طائف، صنعاء، حمص، اردن، فلسطین، رے، آذربائیجان، اصفہان، کوفہ، بصرہ، مصر، شام وغیرہ اہم صوبے تھے۔ آپؓ کے عہد میں صوبوں کی کل تعداد 23 تھی۔

6- امراء: مختلف علاقوں میں مختلف امراء اور عمال متعین کئے گئے تھے اور حسب ضروریات ان کو معزول یا ان کی جگہ کو تبدیل بھی کیا جاتا تھا۔ مثلاً کوفہ پر بار بار گورنر کی تبدیلی کرنا پڑی۔ پہلے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ، پھر حضرت سعدؓ بن ابووقاص، پھر حضرت ولیدؓ بن عقبہ، پھر حضرت سعیدؓ بن العاص اور آخر پر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ گورنر بنائے گئے۔

7- عمال کا احتساب: حضرت عثمان غنیؓ کے دورِ خلافت میں گورنروں اور عمال کا باقاعدہ احتساب بھی ہوتا تھا۔ جب مفسدین نے مختلف علاقوں سے گورنروں کی جھوٹی شکایات بھیجنا شروع کیں تو حضرت عثمان غنیؓ نے باقاعدہ تحقیقی کمیشن بھیج کر تحقیقات کروائیں۔ ہر سال حج کے موقع پر بھی تمام گورنروں کی موجودگی لازمی تھی اور آپؓ خود لوگوں کی شکایات سن کر ازالہ فرماتے۔

8- فوجی نظام: حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں مملکت اسلامیہ میں بہترین فوجی نظام قائم تھا۔ آپؓ نے جگہ جگہ نئی چھاؤنیاں بنوائیں، بیت المال کے جانوروں کے لئے چراگاہیں بنوائیں، بحری فوج کا آغاز کیا اور بہت سی نئی فوجی اصلاحات کیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور تک فوج کا شعبہ انتظامیہ کے تحت ہی ہوتا تھا، آپؓ نے اسے مستقل فوجی افسروں کے تحت کر دیا۔ اس اقدام سے فوج میں استحکام پیدا ہوا اور فوجی افسران بغیر کسی پابندی کے اپنا لائحہ عمل وضع کرنے لگے۔

9- محکمۂ عدالت: حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں محکمۂ عدالت کو مزید ترقی دی گئی۔ حضرت زیدؓ بن ثابت کو چیف جسٹس کی حیثیت حاصل تھی۔ مختلف صوبوں میں الگ الگ قاضی بھی مقرر تھے۔ مثلاً شام میں حضرت ابوالدرداءؓ کی حیثیت قاضی کی تھی۔

10- بیت المال: حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں بیت المال کی آمدنی میں بیش بہا اضافہ ہوا۔ اسی حساب سے اہلِ حاجت کو بہت زیادہ عطیات بھی تقسیم کئے گئے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

> ''حال یہ تھا کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ جب اہلِ حاجت میں عطیات
> تقسیم نہ ہوتے ہوں۔ آپؓ کے عہد خلافت میں روزانہ منادی ہوتی تھی کہ اے لوگو! اپنے
> روزینے لے جاؤ اور لوگ جھولیاں بھر بھر کر لاتے۔''

11- خلیفہ کی مہر: حضرت عثمان غنیؓ نے بحیثیت خلیفہ اپنی مہر بنوائی تھی۔ محمد بن المبارکؒ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عثمانؓ کی مہر پر ''آمن عثمان بالله العظیم'' لکھا ہوا تھا۔

12- محکمۂ افتاء: حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں محکمۂ افتاء کو بھی ترقی دی گئی۔ امام ذہبیؒ کے بیان کے مطابق آپؓ محکمۂ افتاء کے صدر حضرت ابوذر غفاریؓ تھے۔

13- ذمیوں کے حقوق کا تحفظ: عہد صدیق اکبرؓ اور عہد فاروق اعظمؓ کی طرح حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں بھی ذمیوں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا۔ بہت سے ایسے علاقے تھے کہ جن کے باشندوں نے حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد بغاوتیں شروع کر دی تھیں۔ لیکن ان علاقوں کی دوبارہ فتح کے بعد ان کی بغاوت کی وجہ سے ان پر کوئی سختی نہیں کی گئی اور نہ ہی ان کے حقوق میں کوئی کمی کی گئی۔

☆☆☆☆